

کلیسا کے جرائم !!
تحریر: حافظ محسن خان

چونکہ عیسائیت کے پاس معاشرے کی تربیت و ادارات کے لئے کوئی اصول و قوانین اور نہ ہی کوئی خاص سسٹم تھا، اس لحاظ سے یہ لوگ محروم و فقیر تھے اور یہی وجہ ہے کہ مذہبی رہنما کبھی بھی سیاسی، اجتماعی اور حکومت کے مسائل میں دخل نہیں دیتے تھے۔ چھٹی صدی عیسوی تک یہی صورت برقرار تھی لیکن 756ء میں قیصر نے جب اپنے اختیارات کا کچھ حصہ پوپ کے حوالے کر دیا تو اسی وقت سے پادریوں کی سلطنت و حکومت، رعب و جلال کا دور شروع ہوا، اور ان کی مذہبی دستگاہ بھی مالی و اقتصادی لحاظ سے قوی و مضبوط ہوئی اور پھر ارباب مذہب و سیاست میں اختلاف کا ہونا امر ناگزیر ہو گیا۔ اور بادشاہوں اور پادریوں کے درمیان ٹھن گئی۔ اب جو لوگ روحانیت مسیح کا مظہر کلیسا کو سمجھتے تھے وہ پادریوں کے ہوا خواہ ہو گئے اور ان کی پشت پناہی کرنے لگے (اور ایسے لوگ زیادہ تھے) نتیجہ یہ ہوا کہ دن بدن دستگاہ کلیسا کا اثر و نفوذ بڑھنے لگا یہاں تک کہ کلیسا بلا شرکت غیرے مرد مان یورپ پر مطلق العنان حاکم بن گیا۔

نصرانیت کے مذہبی وسیع اختلاف سے پہلے بر مسیحی شہر پر ایک اسقف (پادری حکومت کرتا تھا) اور چند شہروں کے اجتماع کا نام ولایت ہوتا تھا اور اس کا عہدے دار خلیفہ کہلاتا تھا اور ریاست نصرانیت کا سب سے بڑا حاکم پوپ ہوتا تھا، تمام مذہبی امور میں اسی کو دخل کلی ہوتا تھا، اسقفوں اور خلفاء کا عزل و نصب بھی اس کے ہاتھ میں ہوتا تھا۔ رفتہ رفتہ قسطنطنیہ کے مسیحی خلفاء یہ سوچنے لگے کہ پوپ کے اثر و نفوذ سے اپنے کو الگ کر لیں اور اپنے لئے ایک مستقل حوزہ بنا لیں۔

خلفاء قسطنطنیہ اور پوپ کے درمیان چند شدید اختلاف کا نتیجہ یہ ہوا کہ 1052ء میں ان کے درمیان اختلاف کلی ہو گیا اور اس طرح مسیحیت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ مشرقی یورپ قسطنطنیہ کی روحانیت کا تابع ہو گیا اور اپنے کو آرتھو ڈوکس کہلانے لگا اور مغربی یورپ لہستان سے لے کر اسپین تک پوپ ہی کی اطاعت میں باقی رہا اور یہ لوگ اپنے کو کیتو لک کہلانے لگے۔ یہ دونوں مذہب جو آپس میں کلی اختلاف رکھتے تھے ایک دوسرے کے کفر کا فتویٰ دینے لگے۔ سولہویں صدی کے اوائل میں پروٹیسٹنٹ نامی ایک مزید مذہب پیدا ہوا۔ اس مذہب کے بانی لوتھر اور اس کے رفقاء کار نے جنت فروشی اور بخشش گناہ جیسے مسائل پر پوپ کی مخالفت کا پرچم بلند کر دیا۔ ان لوگوں کا مقصد یہ تھا کہ کلیسا کو تمام برائیوں سے پاک کیا جائے لوتھر کے طرف داروں کی کثرت ہو گئی اور ان تمام انقلابات کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت مسیح کا سیدھا سادا مذہب تین مختلف شعبوں میں بٹ گیا۔ پوپ کی تمام تر قوت و قدرت کے باوجود بارہویں تیرہویں صدی میں پوپ کے میں بدعتوں کا دور دورہ ہو گیا اور ایسی عقائدی ترقیاں جو پوپ کی نظر میں مردود تھیں وہ پوپ اور کاتولیکیوں کے لئے باعث تشویش ہو گئیں۔ نتیجتاً 1215ء میں اس کی بدعتوں کو روکنے کے لئے پوپ کی طرف سے ایک فرمان جاری ہوا اور اس فرمان کے بموجب فرانس، اٹلی، اسپین، جرمنی، لہستان اور دیگر مسیحی ملکوں کے ہر شہر میں ایک ادارہ بنام "انگیزسیوں" قائم کیا گیا جس میں متہم افراد کو بلوا کر ان پر مقدمہ چلانے کے سزا دی جاتی تھی۔

یہ ادارہ اور اس کے لعنتی افراد اپنی ابرمنی قدرت کے زعم میں ہر قسم کی آزاد خیالی پر پابندی لگاتے تھے، انہوں نے رائے عامہ میں اتنا اضطراب پیدا کر دیا تھا اگر کوئی متہم ہو جاتے کہ اس کے عقائد کلیسا کے افکار و عقائد کے خلاف ہیں تو جہنمی شکنجوں میں اس کو کس دیا جاتا تھا۔ حد یہ ہو گئی تھی کہ اگر کبھی مردہ لوگوں پر بھی کفر و الحاد کا اتہام لگا دیا جاتا تھا تو مخصوص طریقے سے ان کی ہڈیوں کے صندوق پر محاکمہ کیا جاتا "ویل ڈورانٹ" اپنی تاریخ تمدن میں محاکمہ تفتیش کے خصوصیات اس طرح بیان کرتا ہے، محکمہ تفتیش دادرسی کے مخصوص آئین و قوانین رکھتا تھا، کسی بھی شہر میں دیوان محاکمات قائم کرنے سے پہلے کلیسا منبروں سے "فرمان ایمان" لوگوں کو سنایا جاتا تھا اور ان سے کہا جاتا تھا کہ اگر کوئی شخص کسی ملحد، بے دین، بدعتی کاسراغ رکھتا ہو تو "محکمہ تفتیش" کو مطلع کر دے۔ ان لوگوں کو دوستوں، پڑوسیوں، رشتہ داروں کی چغل خوری اور اتہام پر آمادہ کیا جاتا تھا۔ ان کو تشویق اور ترغیب دی جاتی تھی۔ چغل خوری کی مکمل حمایت کے وعدے کے ساتھ ساتھ ان کی بات کو راز میں رکھنے کا وعدہ کیا جاتا تھا۔ جو شخص کسی ملحد کو پہچانے کے بعد اس کو رسوا نہ کرے یا اپنے گھر میں چھپا لے خود وہ شخص ملعون و کافر اور قابل نفرین قرار دیا جاتا تھا۔ کبھی مردے بھی متہم بکفر و الحاد ہوتے تھے تو ان کا مخصوص طریقے سے محاکمہ کیا جاتا تھا۔ ان کی جائداد ضبط کر لی جاتی تھی، ان کے ورثاء محروم قرار دے دئے جاتے تھے، مردے کے کفر و الحاد کی خبر دینے والے کو میت کے مال کا 35 سے لے کر 50 فیصد تک وارث بنا دیا جاتا تھا، مختلف مقامات پر اور مختلف زمانوں میں شکنجہ کا طریقہ بھی مختلف تھا، کبھی ملزم کے ہاتھوں کو پشت پر باندھ کر لٹکا دیا جاتا تھا اور کبھی اس طرح باندھ دیا جاتا تھا کہ حرکت کرنا ممکن نہ ہو۔ اور پھر اس کے گلے میں اتنا پانی ٹپکایا جاتا تھا کہ اس کا دم گھٹ جاتا تھا

کبھی بازوؤں اور پنڈلیوں کو رسیوں سے اتنا مضبوط کس کر باندھ دیا جاتا تھا کہ رسیاں گوشت میں پیوست ہو جاتی تھیں۔

یورپ میں مسیحی مذہبی مقامات کا اثر نفوذ اتنا بڑھ گیا کہ جرمنی و فرانس کے دس سے زیادہ بادشاہ اور سیاسی لیڈروں پر پوپ کے ذریعے کفر کا فتویٰ صادر کیا گیا اور حاکموں کو معزول کیا گیا۔ کچھ کو تائب ہونا پڑا، مثلاً جرمنی کے ہنری چہارم کو 1075ء میں پوپ کے حکم سے بے اعتنائی برتنے پر گریگوری ہفتم کی طرف سے کافر قرار دیا گیا۔ اور اس کو حکومت سے معزول کر دیا گیا مجبوراً ہنری توبہ کرنے والوں کا لباس پہن کر پوپ کی خدمت میں معذرت کے لئے حاضر ہوا۔ پوپ نے تین دن تک اس کو ملنے کی اجازت نہیں دی تین دن کے بعد اس کی توبہ کو قبول کیا۔

اسی طرح لوئی ہفتم کو پوپ " اینوسینٹ دوم کی طرف سے 1140ء میں کافر قرار دیا گیا 1205ء میں بادشاہ انگلستان "جان" اور پوپ " اینوسینٹ دوم " کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا، بادشاہ نے اسقفوں پر حملہ کیا اور پوپ نے اس کے کفر کا فتویٰ دے دیا۔ کچھ مدت بھی نہ گزرنے پائی تھی کہ بادشاہ نے مجبور ہو کر ایک اعلان کیا مجھے غیبی فرشتے نے خبر دی ہے کہ انگلستان و آئر لینڈ کو " عیسیٰ اور ان کے حواریین ہمارے ولی نعمت پوپ " اینوسینٹ " اور کاتولیک کے جانشینوں کے سپرد کر دوں۔ اس کے بعد ممالک مذکورہ پوپ کی نیابت میں ہمارے پاس رہیں گے اور ہم ان کے نائب ہوں گے اور ہم نے یہ طے کیا ہے کہ روحانیت روم کو ہر سال دو قسطوں میں ایک ہزار انگریزی چاندی کا پاؤنڈ دیا کریں گے اگر میں یا میری اولاد میں سے کوئی اس اقرار نامے کی مخالفت کرے تو وہ حق سلطنت سے محروم ہو جائے گا۔

مارسل لکھتا ہے کہ آزاد خیال اور پوپ کی حکم عدولی کے جرم میں پانچ ملین اشخاص کو سولی پر چڑھا دیا گیا۔ ان کو سرحد مرگ تک پہنچنے سے پہلے مرطوب و تاریک گڑھوں میں بند کر دیا جاتا تھا۔ 1481ء سے پہلے 1499ء تک یعنی 18 سال کے اندر اندر محکمہ تفتیش کے حکم پر 1020 آدمیوں کو زندہ جلا دیا گیا۔ 6860 آدمیوں کو دو ٹکڑے کر دیا گیا۔ 97023 آدمیوں کو شکنجوں میں اُتارنا کسا گیا کہ آخر کار ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

قرون وسطیٰ میں " محکمہ تفتیش عقائد " کے حکم پر تین لاکھ پچاس ہزار دانشمندیوں و مفکرین کو زندہ جلا دیا گیا۔

وکٹر بیوگو فرانس کا مشہور شاعر و رائٹر ارباب کلیسا و محکم تفتیش عقائد پر اس طرح نقد و تبصرہ کرتا ہے۔ تاریخ ترقی بشر میں حیات کلیسا کو نہیں شمار کرنا چاہئے بلکہ اس کو صفحات تاریخ کے پس پشت قرار دینا چاہئے، کلیسا وہی تو ہے جس نے محض اس باپ کہ ستارے اپنی جگہ سے نہیں گرتے، پارنلی کو تازیانے مار مار کر زخمی کر دیا تھا اور کامیلاند کو صرف اس کے اس عقیدے کی بناء پر کہ اس دنیا کے علاوہ بے شمار اور دنیا میں بھی ہیں، ستائیس مرتبہ جیل بھیجا اور شکنجوں میں کسا، اور باروے کو محض اس بات پر شکنجے میں کسا کہ وہ بے چارہ یہ کہتا تھا کہ انسان کی رگوں میں خون حرکت کرتا ہے جامد خون زندہ رگوں میں نہیں رہ سکتا اور گیلیلیوں کو توریت و انجیل کے برخلاف حرکت زمین کے عقیدے پر جیل بھیج دیا تھا۔ یہ کلیسا وہی تو ہے جس نے کرسفر کولمیس کو ایک ایسے مسئلے پر جس کی پیش بینی " سینٹ پال " نے توریت و انجیل میں نہیں کی تھی جیل کی کال کوٹھری میں بند کر دیا تھا، کیونکہ قانون آسمان کا کشف اور حرکت زمین کا عقیدہ لا مذہبیت کی علامت تھی۔ ایسی بات کہنا جو خلاف مشہور ہو کلیسا دشمنی سمجھا جاتا تھا، یہ کلیسا وہی تو ہے جس نے پاسکال کو مذہب کے نام پر (مونٹی) کو اخلاق کے نام پر (مولر) کو مذہب اور اخلاق کے نام پر کافر قرار دے دیا تھا۔

کلیسا نے اپنے اثرات کا استعمال مسلمانوں کے خلاف بھی خوب خوب کیا۔ نجات بیت المقدس کے بہانے کشتوں کے پشتے لای دئے۔ 1095ء سے 1270ء تک مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگ لڑی گئی ان صلیبی جنگوں کی بنیاد پوپ اور راہبوں کی کینہ تیزی اور تعصب تھی ان لوگوں نے دھوکا دہی کے ذریعے پوپ کے لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف ابھارا تھا صلیبی جنگوں کے شروع ہونے سے پہلے (اربن دوم) پوپ نے راہبوں اور مذہبی پیشواؤں کی ایک انجمن بنائی تھی اسی انجمن میں مسلمانوں سے جنگ کا حتمی فیصلہ کیا گیا تھا پوپ نے تمام اسقفوں و راہبوں کو یہ حکم دیا تھا کہ لوگوں کو مسلمانوں سے جنگ کرنے پر ورغلائیں اور خود بھی فرانس میں اپنے ماننے والوں کو جنگ پر آمادہ کرتا رہا۔ بیت المقدس پر قبضہ کرنے کے لئے پہلا عظیم لشکر ایک ملین آدمیوں پر مشتمل تھا، یہ آدمیوں کا سیلاب جب چلا ہے تو معلوم ہوتا تھا کہ پورا یورپ ایشیا کی طرف متحرک ہے پہلی منزل سے لوگوں کو غارت کرنا، دریا برد کرنا، آگ میں جلانا، مثلہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ فوجی و غیر فوجی کا کیا سوال بچوں اور عورتوں کو نہہ تیغ کر دیا تھے تین سال کے بعد 1099ء میں بیت المقدس پر قبضہ کر لیا۔ حالانکہ اس کامیابی میں ان کو بہت نقصان بھی اٹھانا پڑا، کیونکہ ایک ملین لشکر میں سے صرف بیس ہزار افراد بچے تھے اور لاکھوں آدمی طاعون، بیماری، اور غیر مسلموں کے ہاتھ سے تباہ و برباد ہو گئے تھے، اس مذہبی لشکر کے وحشیانہ پن سے اطلاع کی خاطر میں اپنے محترم قارئین کے سامنے فرانس کے مشہور مورخ " گوسٹاوی لوبون " کی عین

عبارت کا ترجمہ پیش کرتا ہوں، صلیبی مجاہدین کی بد اعمالی و بدکرداری نے جو ان تمام حملوں میں ظاہر ہوئی ان کو روئے زمین کے وحشی ترین، بے شعور ترین، اور درندہ ترین صفت کے لوگوں کی صفت میں لا کھڑا کر دیا یہ نام نہاد مجاہدین اپنے ہم سوگندوں، دشمنوں، بیگناہ رعایا، لشکریوں، عورتوں بچوں، جوانوں کے ساتھ یکساں ظلم کرتے تھے اور ہلاکسی تفریق کے سب کو قتل و غارت کرتے تھے، (رابرٹ) پادری جس نے چشم دید حالات بیان کئے ہیں وہ کہتا ہے۔!

ہمارا لشکر گزرگاہوں، میدانوں، کوٹھوں پر مسلسل گشت و حرکت کرتا تھا اور قتل عام سے اس کو ایسی لذت ملتی تھی جیسے اس شیرینی کو قتل کرنے میں ملتی ہے جس کے بچے کو کوئی اٹھا لے گیا ہو، ہمارا لشکر جوان و بوڑھے کے قتل میں کوئی فرق نہیں کرتا تھا، اپنی سہولت کی خاطر کئی کئی آدمیوں کو ایک رسی میں باندھ کر سولی پر لٹکا دیتا تھا، ہمارے لشکر بر اس شخص کو قتل کر دیے تھے جو ان کے سامنے پڑ جاتا، مردہ لوگوں کا پیٹ چاک کر دیا تھا، زر و جواہر کا پتہ جہاں بھی چل جاتا تھا اس کو ڈھونڈ نکالتے تھے یہاں تک کہ " بوماند " جو سردار تھا اس نے قصر میں جمع شدہ لوگوں کو حاضر کرنے کا حکم دیا، پھر عورت، مرد، بڈھے، ناتواں، بیکار قسم کے لوگوں کو قتل کر دیا اور جوانوں کو بیچنے کے لئے انطاکیہ روانہ کر دیا، اس خون آشام فوج کا افسر " گودفرے بارڈ وین ولے " پوپ کو لکھتا ہے اگر آپ یہ جاننا چاہیں کہ بیت المقدس میں ہمارے ہاتھوں کیا بلا نازل ہوئی تو بس اتنا سمجھ لیجئے کہ رواق سلیمان اور معبد میں سے ہم میں سے کسی کا گزر ہوتا تھا تو گھوڑے زانو تک خون میں ڈوب جاتے تھے۔

یہ ان روح فرسا واقعات کا معمولی سا نمونہ ہے جسے عیسائیوں نے قرون وسطیٰ میں مفکرین و دانش مندان یورپ اور مسلمانوں کے ساتھ صلیبی جنگوں میں روا رکھا تھا۔

یورپی ممالک میں انفیوزیشن کے شکنجوں اور سختیوں نے مفکرین اور دانش مندوں کو لرزہ بر اندام کر دیا اور وہ لوگ کلیسا کے اس ظالمانہ و وحشیانہ برتاؤ سے لوگوں کو نجات دلانے پر آمادہ ہو گئے۔ ارباب کلیسا اور دانش مندوں کا جھگڑا رفتہ رفتہ سخت سے سخت تر ہو گیا۔ ارباب کلیسا کی طرف سے مفکرین کے لئے جو اختلاف فکری اور انتقاد عقائد و افکار پیدا ہو گیا تھا اس کے باوجود علوم طبیعی روز بروز ترقی کر رہے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ارباب کلیسا کو پیچھے بٹنا پڑا اور دانش مندوں، آزاد خیالوں، اور طرفداران علم کے لئے میدان خالی ہو گیا۔ کلیسا کی یہی بیہودہ سختیاں اور شرم اور مظالم کے سبب دانشمندیوں کا ایک گروہ فطری طور پر دین سے بیزار ہو گیا اور ان کو یہ غلط فہمی ہو گئی کہ دین جہالت و اوہام کا طرفدار ہے اور علم و دانش کا دشمن۔ خلاصہ یہ کہ محکمہ تفتیش کے وحشیانہ رفتار، شرم اور مظالم نے آسمانی مذاہب کو شدید دھچکا پہنچا یا، اور جاہلوں کے دل میں عام طریقے سے تمام ادیان سے نفرت بیٹھ گئی۔

اسی طرح دولت و ثروت کی خاطر محروم و رنجیدہ افراد کے ساتھ کلیسا کی روش نے روس میں ایک شدید رد عمل پیدا کر دیا اور لاشعوری طور پر کمیونسٹوں کی پشت پناہی کا سبب بنا اور کمیونسٹ لیڈر وسیع پیمانے پر دین کے خلاف زہر پھیلانے لگے اور مزدور پیشہ افراد کو یہ باور کرانے میں کامیاب ہو گئے کہ مذہب تو سرمایہ داروں کی دستاویز ہے، جمہوریت سے پہلے روس میں کلیسا کے پاس جائداد منقولہ و غیر منقولہ اتنی تھی کہ اس کا حساب مشکل ہے کلیسا کی ذاتی ملکیت ملیوں بکنار اور بینکوں میں اس کا ذخیرہ سیڑوں ملیوں روبل طلائی تھا کلیسا اور معابد کو جنگلوں اور چراگاہوں سے وسیع فائدے حاصل ہوتے تھے۔ ماہی گیری تجارت، صنعت وغیرہ سے بڑی بڑی آمدنیاں ہوتی تھیں۔

فردوف اس سلسلے میں لکھتا ہے کہ یہ کلیسا جو روس کا سب سے بڑا سرمایہ دار، سب سے بڑا زمیندار، سب سے بڑا بینک دار تھا۔ دیہاتیوں سے بہت ہی بے رحمانہ طریقے سے نفع اندوزی کرتا تھا۔ اور تمام مزدوروں کو انجام سے بے خبر ہو کر بری طرح اپنے فلاح و بہبود کے لئے استعمال کرتا تھا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مزدوروں اور کلیسا کے دیہاتی خادموں کے دلوں میں ان کی طرف سے کینہ پیدا ہو گیا اور اس کو ربرری کے لباس میں غلامی کے طرفدار کہتے تھے یہ عیسائیت جو ایک دن آداب و رسوم کہنہ کی حافظ تھی اپنی تمام تر سابق درخشانیوں کے باوجود آج اپنے اصول و مبنی کو مضبوط بنانے کے لئے علم و تمدن کے ہر ممکن ذریعے سے استفادہ کر رہی ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ تنہا کیتھولک کلیسا چار ہزار تبلیغی انجمن رکھتا ہے جو دنیا کے مختلف گوشوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور یہ انجمنیں مبلغ خطیر نشر و اشاعت مسیحیت کے لئے خرچ کرتی ہیں۔ اور ان کا تبلیغی سلسلہ تمام دنیا میں پھیلا ہوا ہے، حد یہ ہے کہ کانگو، تبت، افریقہ کے وحشی ترین خطوں میں ان کی تبلیغ ہو رہی ہے صرف انگلستان کا کلیسا تبلیغ پر سالانہ نوسو ملیوں تومان خرچ کرتا ہے۔ ہماری ساری تبلیغات پر جو رقم خرچ ہوتی ہے اس کے مقابلے میں تنہا اس کلیسا کا خرچ کہیں زیادہ ہے۔

اب تک صرف انجیل کا ایک ہزار سے زیادہ زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ صرف 1937ء میں یعنی ایک سال میں تین اداروں نے انجیل کے 24 ملیوں نسخے امریکہ میں تقسیم کئے۔

وٹیکن کا ایک اخبار جس کا نام " اور سرواٹورے رومانو " ہے روزانہ تین لاکھ کی تعداد میں چھپتا ہے یہ علاوہ ان ماہناموں کے ہے جو ماہانہ کئی ملیوں کی تعداد میں شائع ہوتے ہیں، اب تک مذہبی اداروں کی طرف سے 32 ہزار

پرائمری اسکول، یونیورسٹی، اسپتال کھولے جا چکے ہیں۔ دنیا میں چار قومی مذہبی ادارے ہیں جو صرف تبلیغات دین مسیح کی نشر و اشاعت کرتے رہتے ہیں۔ ایک وٹیکن میں ہے اور چوتھا عدیس ابابا میں کھولا گیا ہے۔ اصولی طور پر عیسائی تبلیغ کے تین طریقے ہیں (1) عہد جدید کے کتابوں ترجمے (2) کلیسا و گرجا گھروں کی تعمیر (3) "جمعیتہائے تبشیریہ" کے نام سے دنیا بھر میں تبلیغی جماعتوں کو بھیجنا۔ پروٹسٹینٹوں نے بھی ضرورت سے زیادہ اقدامات کئے ہیں چنانچہ ریڈرڈائجسٹ لکھتا ہے کہ ! کلیسا کی قدیمی رسم وصولی زکوٰۃ کی از سر نو تجدید کرنے کے لئے امریکہ میں پروٹسٹینٹوں نے کلیسا کو حیات نو بخشنے اور عظیم انقلاب لانے میں روحانی اور مادی دونوں لحاظ سے قابل ذکر ہے۔ اہم رول ادا کیا ہے۔ 1950ء کے بعد سے کم از کم دن اداروں میں یہ رسم شروع ہو گئی ہے اور اس کے عجیب و غریب فائدے ظاہر ہو چکے ہیں۔ اس کی وجہ سے بہت تبلیغی انجمنوں کا کام دگنا اور تنگنا ہو گیا ہے۔ کلیسا کے لئے سیکڑوں عمارتیں بنوا دی گئی ہیں۔ مبلغین کی جماعتیں داخلی اور خارجی طور پر بہت مضبوط ہو گئی ہیں اور سب سے اہم بات یہ ہوئی ہے کہ انجمنوں کی طرح افراد کو بھی یہ احساس ہو گیا ہے کہ اس قدیم طریقے کی پیروی سے کتنے نجات بخش نتائج پیدا ہوں گے۔

عیسائی مبلغین نہ تو یہودیوں سے خوف زدہ ہیں نہ ہندوؤں سے، اور نہ بودھ مذہب سے ڈرتے ہیں۔ کیونکہ یہ سب دین ایک ایسی محدود قوم سے متعلق رکھتے ہیں جو اپنے دائرہ عمل سے آگے نہیں بڑھ سکے۔ عیسائی مبلغین صرف اسلام سے خطرہ محسوس کرتے ہیں جس کی طرز فکر اور مخصوص خیالات سے دوست، دشمن سب ہی واقف ہیں، وٹیکن میں اسقفوں کے اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے پوپ اعظم نے اپنی افتتاحی تقریر میں کہا : افریقہ میں عیسائیت اور مغربی اقوام کو اسلام سے جو خطرہ درپیش ہے وہ افریقہ میں کمیونسٹوں سے مغربی اقوام کو درپیش خطرے سے کہیں زیادہ ہے۔

بیرونی ملکوں میں اگرچہ اسلام تبلیغ صفر ہیں لیکن اسلام اپنی امتیازی صفت وسیع معارف و قدرت تحرک کی بناء پر دنیا کے بعض حصوں میں خصوصاً افریقہ میں بہت ترقی کر رہا ہے۔ مظلوم سیاہ پوستوں کے لئے اسلام بہترین پناہ گاہ ہے اور کلیسا اس خطرے سے چشم پوشی نہیں کر سکتا۔

بلجیم کے دو تحقیقی اداروں نے لکھا ہے کہ : بیسویں صدی عیسوی کے ابتداء میں صرف کانگو میں چار ہزار مسلمان تھے جبکہ آج "مانیہ ما" اور "کیوو" اور "اسٹانلی ویل" میں مسلمانوں کی تعداد دو لاکھ 36 ہزار ہو گئی ہے۔ مارسل کارڈر جو یورپی عالم ہے اور اسلام کے مطالعے میں منفرد ہے اس کے قول کو رسالہ (پرو) چاپ راہر پیرس نے نقل کیا ہے کہ "پہلے اسلام امیروں اور شاہزادوں کا مذہب تھا، لیکن آج مزدوروں کا مذہب ہو گیا ہے۔ ایسے لوگوں کا مذہب جو بہتر اور آرام دہ زندگی کے لئے سیلاب کی طرح رواں دواں ہیں۔ اب یہ بات ناقابل انکار حقیقت ہے کہ شمالی افریقہ سے جنوبی افریقہ کی طرف بڑی سرعت کے ساتھ اسلام بڑھ رہا ہے اور صحیح مردم شماری سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے۔

رسالہ "ریوڈی پیرس" مسلمانوں، بت پرستوں، عیسائیوں کی افریقہ میں مردم شماری کا ذکر کرتے ہوئے اور یہ بتاتے ہوئے کہ مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے۔ لکھتا ہے : بطور کلی افریقہ کے آدھے کالے آدمیوں کو مسلمان ہی شمار کرنا چاہئے۔ اسلام عجیب و غریب سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے۔ ہر سال تقریباً پانچ ہزار آدمی اسلام قبول کرتے ہیں اور یہ تیزی پہلے سے نہیں تھی بلکہ تقریباً اسی صدی کے اندر اندر یہ بات پیدا ہوئی ہے۔ 1950ء میں جامعہ ازبر کے چار فارغ التحصیل عالموں نے شہر (مباکو) میں ایک دینی مدرسہ کھولا جو اسلام کو بجلی کی طرح پھیلا رہا تھا مگر حکومت فرانس نے اس کو بند کرا دیا۔

نیلپس یونیورسٹی کے استاد و ڈاکٹر "واکیا واگلیری" لکھتے ہیں پتہ نہیں کیا بات ہے کہ اسلام ممالک میں غیر مسلموں کو ضرورت سے زیادہ آزادی، اور مسلمانوں کے پاس وسائل تبلیغ کی قلت کے باوجود آخری سالوں میں اسلام ایشیا اور افریقہ میں بڑی تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے۔ نہ معلوم اس دین میں کونسی اعجازی قوت پوشیدہ ہے یا کونسی طاقت اس کے ساتھ مخلوط کر دی گئی ہے۔ اور نہ معلوم کیا قصہ ہے کہ لوگ روح کی گہرائیوں کے ساتھ اسلام قبول کرتے چلے جا رہے ہیں اور اسلامی دعوت پر لبیک کہہ رہے ہیں۔

عیسائیوں نے مسلمانوں کو تباہ کرنے کے اپنے سارے وسائل استعمال کر ڈالے چنانچہ استاد محمد قطب لکھتے ہیں : جنوبی افریقہ میں انگریزوں کی ایک منظم کشتی رانی کی کمپنی ہے۔ اس کمپنی میں بہت سے مسلمان بھی کام کرتے تھے مگر چونکہ یہ کمپنی عیسائی ہے لہذا مسلمانوں کو کیونکر برداشت کرتی کمپنی نے مسلمانوں کو ایذا پہنچانے کا نیا ڈھنگ اختیار کیا کہ مسلمانوں کو مزدوری کی جگہ شراب کی بوتلیں دینے لگی اور چونکہ مسلمانوں کے یہاں نہ صرف یہ کہ شراب نوشی حرام ہے بلکہ اس کی خرید و فروخت بھی حرام ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان شراب کی بوتلیں لے کر توڑ دیتے تھے، اس طرح بیچاروں کا کافی نقصان ہوتا تھا۔ آخر کار ایک مسلمان قانون دان نے ان لوگوں کو مشورہ دیا کہ ایسی مزدوری پر پہلے آپ لوگ اعتراض کریں اگر اس کا کوئی اثر نہ ہو تو عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائیں۔ آپ جانتے ہیں اس مشورہ پر عمل کا نتیجہ کیا ہوا ؟ جیسے ہی کمپنی کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے تمام مسلمانوں کو نکال باہر کیا۔ کیا بشر دوستی کا مفہوم یہ ہے !

اسدور میں مبلغین اسلام کے لئے افریقہ میں بہت وسیع میدان موجود ہے۔ اگر اسلامی مبلغین محنت و خلوص سے کام شروع کر دیں تو افریقہ میں بہت زیادہ لوگ دل و جان سے اسلام قبول کر لیں گے۔ افریقہ اس وقت ایک ایسے مذہب کی تلاش میں ہے جو جنبہ ہائے مادی و معنوی میں ہم آہنگی پیدا کر سکے۔ اور معاشرے میں مساوات و برابری قائم کر سکے اور لوگوں کو صلح کی طرف دعوت دے سکے۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ عیسائیت ان مسائل کو حل کرنے پر قادر نہیں ہے۔ کیونکہ خود کلیسا نا برابری کا قائل ہے۔ ابھی تک افریقہ میں کلیسا کی طرف سے اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ ایک جگہ گورے اور کالے سب مل کر عبادت کر سکنی عمومی طور پر انگریزوں کا برتاؤ کالوں کے ساتھ غیر انسانی ہے، کانگو کے مرحوم لیڈر (لومومبا) پیرس کے ایک اخبار میں لکھتے ہیں : میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ اسکولوں میں ہم کو یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ عیسائیت کے اصول کا احترام کیا جائے۔ اور اسکولوں کے باہر ان اصولوں کی خلاف ورزی کی جاتی ہے اور تمام انسانی تمدنی اصول کو پیروں تلے روندنا جاتا ہے اور اس کی تعلیم اور ہم سیاہ پوستوں سے یورپی لوگوں کے برتاؤ میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

افریقہ اسلام کی سرعت انتشار سے نہ صرف عیسائی خوف زدہ ہیں بلکہ امریکہ کی تمام مذہبی انجمنیں خود امریکہ میں کالوں کے مشرف بہ اسلام ہونے سے پریشان ہیں اور اپنے تمام تر ذرائع کو ان کے درہم برہم کرنے میں استعمال کرتی ہیں۔ آج کل شاید ہی امریکہ کا کوئی اخبار ہو جو کالوں کے خلاف تبلیغ میں مشغول نہ ہو۔ حد یہ ہے کہ کچھ ممبران پارلیمنٹ نے مسلمانوں پر (رکیک) حملہ کرنے کے بعد امریکہ کے رئیس جمہوریہ سے خواہش کی کہ سیاہ پوست مسلمانوں کی ساری انجمنیں توڑ دی جائیں اور ان کے تمام اقدامات کو غیر قانونی قرار دے دیا جائے۔

لیکن (بفضل الہی) سیاہ پوست مسلمانوں کی کوششوں کو جتنا جتنا روکا جا رہا ہے ان کی تعداد میں اسی قدر اضافہ بھی ہوتا جا رہا ہے اور ان کے اقدامات اور ان کی کوششیں مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جا رہی ہیں۔ اس وقت سیاہ پوستوں نے امریکہ کے 27 صوبوں میں 70 شعبے کھول رکھے ہیں۔ اسی طرح شکاگو اور ڈیٹ رائٹ میں دو اہم اسلامی مرکز موجود ہیں۔ ان لوگوں نے اپنے بہت سے مراکز کھول رکھے ہیں۔ متعدد مسجدیں بنا ڈالی ہیں۔ کلمات محمد کے نام سے ایک روز آنہ اخبار بھی نکالتے ہیں اور امریکہ کے بعض شہروں میں تو یہ عالم ہے کہ جب یہ لوگ کوئی جلوس سڑک پر نکالتے ہیں تو مذہبی نشان اٹھا کے چلتے ہیں اور آگے آگے ایک منبر ہوتا ہے جس پر " لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ " لکھا ہوتا ہے۔

تمام سیاہ پوست مسلمان اپنے دینی فرائض کو کمال عقیدت سے ادا کرتے ہیں ان کی عورتیں اسلامی پردے میں رہتی ہیں، یہ لوگ عمومی طور پر گوشت یا دوسری چیزوں کو کوشش کر کے ایسے قصاب و ایسی دوکانوں سے خریدتے ہیں جن کے یہاں چاند، ستارے کی تصویر بنی ہوتی ہے کیونکہ مسلمان ہونے کی یہ پہچان ہے کہ یہ لوگ بہت کوشش سے عربی زبان سیکھتے ہیں، اسکولوں اور کالجوں میں اپنے جوانوں کو تاکید کرتے ہیں کہ وہ قرآن کی زبان ضرور سیکھیں۔ ان کے اندر چوری، قتل وغیرہ قسم کے عیوب بالکل نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ دشمن یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے کہ کالوں کے اسلام نے ان کی ہر قسم کی برائیوں اور عادتوں کو چھڑا دیا۔ مسیحی مبشرین جو افریقہ میں سرگرم تبغ ب ہیں وہ کسی قیمت پر یہ نہیں چاہتے کہ سیاہ پوست ترقی کریں اور ان کی طرح کے ہو جائیں، بلکہ وہ لوگ صرف یہ چاہتے ہیں کہ ایسے افراد تیار ہوں جو صرف کلیسا ہی کے تابع رہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے جس کو استاد " وسٹر مین " نے بیان کیا ہے وہ لکھتے ہیں : جب کوئی کالا مسلمان ہوتا ہے تو معاشرے کے افراد میں اس کا شمار ہونے لگتا ہے اور خود اس کے اندر بہت جلد خود اعتمادی پیدا ہو جاتی ہے اور وہ خود اپنی حیثیت کو پہچاننے لگتا ہے اور جلد ہی اس بات کا احساس کر لیتا ہے کہ اس عالم رنگ و بو کی ایک فرد وہ بھی ہے اور یورپین سے محدود حد تک ارتباط رکھنے لگتا ہے۔ وہ سیاہ پوست جو پہلے مہتروں جیسی زندگی بسر کرتا تھا اسلام لانے کے بعد ایسی عظمت کا حامل ہو جاتا ہے کہ خود یورپین اس کی تعظیم کرتے ہیں اور اس کے بر خلاف جب کوئی سیاہ پوست عیسائی ہو جاتا ہے تو اپنی حیثیت سیاہ پوست مسلمان سے بالکل جدا دیکھتا ہے۔ کیونکہ ہم لوگوں کی (عیسائیوں) بنیاد ہی سیاہ پوستوں سے علیحدگی پر رکھی گئی ہے جب وہ ہمارے تمدن سے دوچار ہوتے ہیں تو اس کا تحمل نہیں کر پاتے ہم نے نہ ابھی تک کالوں کو تعلیم دی ہے اور نہ خود ان کو اس کا احساس ہے کہ ان کے اندر ممتاز خصوصیات موجود ہیں۔ کیونکہ ہم نے کبھی اپنا فریضہ ہی نہیں سمجھا کہ کالوں کے تمدن کی طرف توجہ دیں یا ان کو ترقی دیں یا ان کی حالت کو اپنی حالت کے مطابق کریں۔ ہم ہمیشہ سیاہ پوستوں کا یورپین سے نہایت ناپسندی کے ساتھ تعارف کراتے ہیں اور ان کو ایک نہایت ہی بد صورت یورپی سمجھتے ہیں۔ مگر اسلام ایک سیاہ افریقی کا تعارف اس طریقے سے کراتا ہے کہ وہ خود اپنی جگہ پر بھی محترم رہے اور دوسروں کی نظروں میں بھی محترم ہو۔ وہ اجتماعی برابری جو اسلام نے ذاتا سیاہ پوست مسلمانوں کی دی ہے اس کا (عشر عشر) بھی ہم سیاہ پوست عیسائی کے یہاں نہیں پاتے۔ ایسے بھی یورپی ہیں جن کی نظر میں کالوں کی کوئی وقعت نہیں ہے ان کی نظر میں خس و خاشاک میں زندگی بسر کرنے والا ہے دین سیاہ پوست اور عیسائی سیاہ پوست منک کوئی فرق نہیں ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں

جو کسی ایسی فرصت کے منتظر ہیں کہ جس میں کالے مسلمان کالے عیسائی پر برتری کو آشکار کر دیں۔ یہی وجہ ہے کہ جن افریقیوں نے آخری زمانے میں عیسائی تعلیمات کو دیکھا ہے وہ آج نہ صرف مسلمان بلکہ مبلغ اسلام ہو گئے ہیں اور چونکہ افریقیوں کو اپنے یورپی بھائیوں سے مساوات کی کوئی امید نہیں ہے اس لئے وہ اسلام سے قریب تر ہوتے جا رہے ہیں اور اس بات کو بھی اچھی طرح سمجھ چکے ہیں کہ افریقہ میں اگر کوئی اسلام سے قریب تر ہوتے جا رہے ہیں اور اس بات کو بھی اچھی طرح سمجھ چکے ہیں کہ افریقہ میں اگر کوئی دین اختیار کرنے کے قابل ہے تو وہ صرف اسلام ہے۔